بہار تحریر

part 14

SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

بہار تحریر

part 14

عبد مصطفی آفیشل

SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

نام	:	بہار تحریر (حصہ 14)
پیشکش	:	عبد مصطفی آفیشل
زبان	:	اردو
موضوع	:	مختلف موضوعات پر مضامین
ناشر	:	صابیا ورچوئل پبلی کیشن
ڈیزائننگ	:	پیور سنی گرافکس
سَنہ اشاعت	:	شوال 1443ھ (مئی 2022)
صفحات	:	40
قیمت	:	---

Sabiya Virtual Publication
Powered by Abde Mustafa Official

Contact : +919102520764 (WhatsApp)
Mail : abdemustafa78692@gmail.com

Contents

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیار ہو جائے

اپنے آپ کو ایسا بنائیے، ایسا لہجہ اختیار کیجیے کے لوگوں کو آپ سے پیار ہو جائے۔
اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ ہر کسی کو خوش کرنے کے لیے ہر تمیز کو بھول جائیں بلکہ ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جو واقعی اچھے ہیں، وہ بھی آپ کے لہجے کی وجہ سے آپ کے دشمن نہ بن جائیں۔

کسی کا قول ہے:

الکلمة اذا خرجت من القلب	یعنی بات جب دل سے نکلتی ہے تو دل کو
دخلت فی القلب و اذا خرجت	لگتی ہے اور جب حلق اور زبان سے
من اللسان لم تتجاوز الآذان	خارج ہوتی ہے تو کانوں سے ٹکرا کر واپس لوٹ آتی ہے۔

دل کے ذریعے ہوتے ہوئے اپنی باتوں کو باہر لائیے تاکہ کسی کے دل پہ لگے اور چاہے دشمن ہو پر آپ کی دشمنی کو ہی یاد رکھنے پر مجبور ہو جائے۔
ہمیں ہر دن پیش آنے والے معاملات میں اور کئی طرح کے حادثات جو ہم دیکھتے ہیں، سب سے عبرت لینی چاہیے اور ہر دن خود کو بہتر بنانے کی کوشش کرنی چاہیے، خود پر کام کرتے رہیں، اسی درمیان کہ آپ دوسرے کام کریں۔

عبد مصطفی

نسبت کام آئے گی

علم ضروری ہے، عمل ضروری ہے ان کا کسی کو انکار نہیں۔

دین کے لیے آپ کا کام اور قوم کے لیے خدمات بھی قابلِ ذکر ہیں پر ان سب کے باوجود اللہ والوں سے نسبت ایک الگ شے ہے۔ یہ نسبت ایسی شے ہے کہ ختم نہیں ہوتی، کوئی ختم کر دے تو بھی نام باقی رہتا ہے۔

اللہ والوں سے نسبت رکھنے والے تو پاتے ہی ہیں، نسبت توڑ دینے والے بھی پاتے ہیں۔ رکھنے والے عزت اور برکت پاتے ہیں، توڑ دینے والے ذلت اور زحمت پاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تقویٰ اختیار کرو پھر فرمایا کہ سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

یہ ہم انھی سچوں سے نسبت کی بات کر رہے ہیں۔

ان سے نسبت جوڑے رکھیے، یہ غیرِ خدا ضرور ہیں پر خدا کی طرف لے جانے والے ہیں۔

ان کی نسبت وہ دے جائے گی جو پوری زندگی کی جدوجہد میں نہ مل سکے۔

عبد مصطفی

محبت اور فقیری

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا:

یارسول اللہ! اللہ کی قسم! بے شک میں آپ سے محبت کرتا ہوں

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دیکھو! دیکھ لو! کیا کہہ رہے ہو؟

اُس نے عرض کیا: بہ خدا میں آپ سے محبت کرتا ہوں، تین مرتبہ کہا

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر واقعی تجھے مجھ سے محبت ہے تو فقر (فقیری) کے لیے زرہ تیار کرلو کیونکہ مجھ سے محبت کرنے والے کی طرف فقر اس سیلاب سے بھی زیادہ تیز آتا ہے جو اپنی منزل کی طرف بڑھ رہا ہو (رواہ الترمذی، حدیث حسن)

حضور کی محبت میں فقیری پانے والے بھی زمانے کے تاجداروں سے بہتر ہیں بلکہ کوئی مقابلہ ہی نہیں آخر یہ تو دیکھیے کہ کس کی محبت میں فقر ملا ہے۔

بے شک محبت قربانی کا تقاضا کرتی ہے اور جان بھی دے دینا اس میں عام سی بات ہے پھر مال و دولت کس گلی میں بستے ہیں۔

عبد مصطفٰی

آج رات میری چار پائی بھی سونی نہ ہوتی

ایک رات حضرت عمر فاروق مدینے کی گلیوں کا چکر لگا رہے تھے جیسا کہ آپ اکثر رات کو گشت کرتے تھے۔ایک دفع آپ ایک عورت کے دروازے سے گزرے جو دروازہ بند کیے اندر کچھ اشعار پڑھ رہی تھی جن کا مفہوم کچھ یوں ہے:

"یہ رات طویل ہو چکی ہے اور اس کے ستارے اپنی بلندی کو پہنچ چکے ہیں اور مجھے اس بات نے بیدار کرر کھا ہے کہ دل بہلانے کے لیے میرے دوست نہیں، اللہ کی قسم، اگر اس کی ذات نہ ہوتی تو اس چار پائی سے اس کے پہلو حرکت کرتے۔

میں رات گزارتی غفلت میں، نہ تعجب کرتی اور نہ کسی پے لعنت کرنے والی ہوتی، باطن لطیف ہوتا اور بستر اس کو نہ گھیرتا، وہ مجھ سے مختلف انداز میں دل لگی کرتا گویا رات کی تاریکی میں اس کا ابرو چاند کی طرح ظاہر ہوا، اسے خوش کرتے جو اس کے قریب کھیلتا، وہ مجھے اپنی محبت میں عتاب (شدت سے محبت) کرتا اور میں اسے عناب کرتی لیکن میں رقیب اور نگران سے ڈرتی ہوں جو ہمارے نفسوں کی نگرانی کرتا ہے، جس کا کاتب کبھی سست نہیں ہوتا اور کبھی اس سے کوتاہی نہیں ہوتی"

(تفسیر در منثور، ج 1، ص 703، ملخصًا)

حضرت عمر نے اپنی بیٹی سے مشاورت کے بعد جنگ میں جانے والے فوجیوں کی اپنے گھروں میں واپس آنے کی مدت معین کی کہ زیادہ سے زیادہ چار مہینے تک فوجی رہ سکتا ہے اس کے بعد چھٹی لے کر اپنے گھر آجائے اور اس عورت کے شوہر کو بھی واپس بلوالیا۔

آج بھی یہ اشعار پڑھے جاتے ہیں، پڑھنے والوں میں لڑکے اور لڑکیاں دونوں شامل ہیں پر سننے والا کوئی نہیں، اگر سن لے تو سمجھنے سے قاصر ہے۔

اگر چہ ان الفاظ کے ساتھ نہیں پر نا جانے کتنے ہی ایسے ہیں کہ اسی اکیلے پن کو محسوس کرتے ہیں پر چاہ کر بھی اپنے دوست کا قرب حاصل نہیں کرسکتے۔

نکاح میں بلا کسی خاص وجہ کے تاخیر کی جاتی ہے، اولاد کو مجبور کیا جاتا ہے، معاشرے کے اصولوں کے نیچے دبے لڑکے اور لڑکیاں اپنی حسرتوں کے ساتھ اس احساس کو بھی دبائے رکھتے ہیں، کچھ کہنا تو دور، کچھ سوچنے پر بھی پابندیاں لگنے لگی ہیں، پیسوں کے لیے کوئی کئی سالوں تک اپنی بیوی کو اکیلا چھوڑ کر پردیس میں رہتا ہے،

کوئی مال کی وجہ سے بیوی سے ہی محروم کر دیا جاتا ہے، کسی کے لیے نکاح ممکن ہو کر ناممکن جیسا ہے تو کسی کو امید بھی اب نظر نہیں آتی۔

کاش کہ لوگ سمجھیں کہ یہ ایسی ضرورت ہے کہ جس کا انکار اصل میں فطرت کی مخالفت ہوگی۔

ہم اشارۃً کہتے ہیں کہ آسانیاں پیدا کریں، آسانی سے ملنے دیں، جییں اور جینے دیں تاکہ کسی کی سانسوں کے ساتھ ایسے اشعار بلند نہ ہو ورنہ جب کسی کو تکلیف ہوتی ہے تو یہ صرف اسی کے ساتھ خاص نہیں ہوتی بلکہ اس کا اثر ہماری سوچ سے زیادہ دور تک اثر کرتا ہے۔

اللہ تعالٰی ہمارے حال پر رحم فرمائے، بیشک وہ بڑا رحیم ہے۔

عبد مصطفی

بزرگوں کا عرس منانا احادیث سے ثابت ہے

سنی جو بزرگوں کا عرس مناتے ہیں یعنی ہر سال ان کے مزارات پہ حاضر ہوتے ہیں، سلام پیش کرتے ہیں اور ان کی تحسین کرتے ہیں، یہ سب نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ سے ثابت ہے۔

امام واقدی (متوفی 207 ہجری) کا بیان ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ہر سال شہدائے احد کی قبر کی زیارت کرتے، جب آپ گھاٹی میں داخل ہوتے تو با آواز بلند فرماتے کہ السلام علیکم کیونکہ تم نے صبر کیا پس آخرت کا گھر کیا ہی اچھا ہے پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر سال اسی طرح کرتے تھے پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر سال اسی طرح کرتے پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(کتاب المغازی، ج 1، ص 313، دلائل النبوۃ، ج 3، ص 308)

اور عرس کی لفظی اصل یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قبر میں منکر نکیر آکر سوال کرتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ تم اس شخص کے بارے میں کیا کہا کرتے تھے اور جب مردہ کہہ دیتا ہے کہ یہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور کلمۂ شہادت پڑھتا ہے تو اس کی قبر وسیع اور منور کر دی جاتی اور اس سے کہتے ہیں کہ اس عروس (دولہے) کی طرح سو جاؤ جس کو اس کے اہل میں سب سے زیادہ محبوب کے سوا کوئی بیدار نہیں کرتا۔ (سنن الترمذی، رقم 1073)

اس حدیث میں مومن کے لیے عروس کا لفظ وارد ہے اور عروس کا لفظ عرس سے ماخوذ ہے اور یہ عرس کی لفظی اصل ہے۔ عرس کی حقیقت یہ ہے کہ سال کے سال صالحین اور بزرگانِ دین کے مزارات کی زیارت کی جائے، ان پر سلام پیش کیا جائے اور ان کی تعریف و توصیف کے کلمات کہے جائیں اور اتنی مقدار سنت ہے اور قرآن شریف پڑھ کر اور صدقہ و خیرات کا ذخیرہ ثواب پہنچانا دیگر احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے اور ان کے وسیلے سے دعا کرنا اور ان سے اپنی حاجات میں اللہ سے دعا کرنا

اور شفاعت کرنے کی درخواست کرنا اس کا ثبوت امام طبرانی کی اس حدیث سے ہے کہ جس میں حضرت عثمان بن حنیف نے ایک شخص کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصیلے سے دعا کرنا اور آپ سے شفاعت کی درخواست کرنے کی ہدایت کی۔

یہ حدیث صحیح ہے۔

(المعجم الصغیر، ج 1، ص 184، حافظ منذری متوفی 656ھ نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا ہے دیکھیں الترغیب والترہیب، ج 1، ص 471 تا 476، ابن تیمیہ نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا ہے دیکھوں فتاوی ابن تیمیہ، ج 1، ص 273، 274)

اسی طرح امام ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایک بار قحط پڑ گیا تو حضرت بلال بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ! امت کے لیے بارش کی دعا کیجیے کیونکہ وہ ہلاک ہو رہے ہیں (الحدیث)

(المصنف، ج 12، ص 32، حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس حدیث کے متعلق فرمایا کہ اس کی سند صحیح ہے، دیکھیں فتح الباری، ج 12، ص 495، 496)

ان تمام باتوں سے ثابت ہوا کہ عرس منانا کوئی بدعت نہیں اور نا ہی ناجائز ہے بلکہ قرآن و سنت سے ثابت ہے۔

عبد مصطفی

کیا بنا صحبت ولیمہ نہیں ہوتا؟

یہ سننے کو اکثر ملتا ہے کہ اگر شبِ زفاف (شادی کی پہلی رات) میں صحبت نہ کی جائے تو ولیمہ نہیں ہوتا اور پھر صحیح مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے کئی طرح کی غلط فہمیاں پیدا ہو جاتی ہیں جیسا کہ آپ ابھی پڑھیں گے۔

حضرت علامہ مفتی وقار الدین قادری رحمہ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا گیا کہ کسی لڑکی کا نکاح ایامِ حیض (یعنی حیض کے دنوں) میں ہوا اور ابھی وہ پاک نہیں ہوئی تھی کہ ولیمہ کر دیا گیا پھر جب پاک ہوئی تو لڑکے والوں نے دوبارہ مختصر دعوتِ ولیمہ کا اہتمام کیا، اب لڑکے والے لڑکی والوں سے یہ کہتے ہیں کہ پہلی دعوتِ ولیمہ کا خرچ تم ادا کرو۔

قرآن و حدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں کہ لڑکے والوں کا مطالبہ درست ہے یا نہیں؟

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ حالتِ حیض میں نکاح جائز ہے اور اگر ایسا ہو گیا میاں بیوی تنہائی میں کچھ وقت گزار لیں اگرچہ حقوقِ زوجیت ادا نہ کریں (صحبت نہ کریں) تو ولیمہ بھی ہو جائے گا، ولیمہ کو دوبارہ کرنے کی ضرورت نہ تھی اور اس کے خرچے کا مطالبہ لڑکی والوں سے کسی طرح نہیں کیا جا سکتا۔

(وقار الفتاوی، ج3، ص120)

معلوم ہوا کہ اگر صحبت نہ کریں تو بھی ولیمہ ہو جاتا ہے۔

عبد مصطفی

میں نے اور گناہ کیے ہیں

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے جو جنت میں داخل ہوگا میں اسے بھی جانتا ہوں اور جو سب سے آخر میں دوزخ سے نکالا جائے گا اسے بھی جانتا ہوں قیامت کے دن ایک آدمی کو لایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اس کے صغیرہ گناہ اس کے سامنے پیش کرو اور کبیرہ گناہ اس سے چھپا کے رکھو پھر اس سے کہا جائے گا کہ فلاں فلاں دن تو نے فلاں فلاں کام کیا تو وہ اس کا اقرار کرے گا اور ساتھ ہی کبیرہ گناہوں سے ڈر رہا ہوگا تو کہا جائے گا کہ اسے اس کی ہر برائی کے بدلے نیکی عطا کر دو۔

وہ فوراً کہے گا کہ میرے کچھ اور گناہ بھی ہیں جو یہاں مجھے دکھائی نہیں دے رہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تو میں نے آپ کو مسکراتے ہوئے دیکھا حتیٰ کہ آپ کی داڑھیں ظاہر ہو گئیں۔

(الانوار فی شمائل النبی المختار موسوم بہ شمائل بغوی)

عبد مصطفی

پیچھے اس امام کے کہنا کفر ہے!

قطب مدینہ، حضرت شیخ ضیاء الدین مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ سے نماز کے بارے میں سوال کیا جاتا کہ وہابی امام کے پیچھے پڑھی جانے والی نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

آپ فرماتے کہ اگر امام گستاخ رسول ہو اور مقتدی کو یہ بات اچھی طرح پتا ہو تو میرے نزدیک (اس کے باوجود) "پیچھے اس امام کے "کہنا کفر ہے۔
یہ بھی فرمایا کرتے کہ حجاز مقدس میں نماز کی امامت کا مسئلہ نیا نہیں ہے بلکہ مسلمانوں پر نماز کی تنگی کا یہ چوتھا دور ہے۔

پہلا دور وہ تھا جب امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا گیا تو اکثر صحابہ نے بلوائیوں کے مقرر کردہ امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھی اس وقت تک کہ حضرت علی کا ظہور ہوا۔
دوسرا دور یزید ملعون کا آیا جس نے امام علی مقام کو بڑی بے دردی سے ذبح کروایا، اس وقت بھی اکثر صحابہ اور تابعین نے ان کے مقرر کردہ امام کے پیچھے نماز پڑھنے کو برا جانا۔
تیسرا دور حجاج بن یوسف کا تھا، وہ بڑا ظالم تھا، رسول اللہ کے صحابہ کو اپنے سامنے ذبح کروانے سے بھی گریز نہ کیا تو اس وقت بھی حکومت کے مقرر کردہ اماموں کے پیچھے اکثر نے نماز نہ پڑھی۔
وہ لوگ نہ عقیدے کے گندے تھے اور نہ عمل کے، وہ ظالموں اور فاسقوں کے مقرر کردہ تھے اور وہ کسی کو مجبور بھی نہیں کرتے تھے جو ان کے پیچھے نماز پڑھے اور جو نہ پڑھے اس سے کسی قسم کا مؤاخذہ نہ کرتے۔

اور اب یہ چوتھا دور نجدیوں کا ہے، یہ عمل کے بھی برے اور عقیدے کے بھی گندے ہیں اور یہ مجبور بھی کرتے ہیں کہ ہمارے مقرر کردہ امام کے پیچھے نماز پڑھو اور جو ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے انہیں طرح طرح سے تنگ کرتے ہیں حالانکہ نماز کا تعلق دل سے ہے، اگر کسی کا دل ہی امام کی طرف سے مطمئن نہیں تو اس کی نماز امام کے پیچھے کیسے ہو جائے گی؟

جو ان کے عقیدے پر اطلاع رکھتے ہیں ان کی نماز تو نہیں ہوگی اور جن کو ان کے عقیدے کی خبر نہیں وہ اللہ و رسول کی محبت میں کہ یہ کعبۂ معظمہ اور مسجد نبوی شریف کے امام ہیں، اس عقیدے میں ان کے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ ان کی نمازیں قبول فرما لے گا، وہی قادر اور قبول فرمانے والا ہے۔

(سیدی ضیاء الدین احمد قادری رحمہ اللہ تعالیٰ، مرتب مولانا محمد عارف ضیائی)

عبد مصطفی

دل تھام کے پڑھیں

سعودی عرب کی ایک عدالت میں ایک مقدمہ کا فیصلہ سنایا گیا اور قاضی خود رونے لگا، ساتھ میں جتنے لوگ موجود تھے سب کی آنکھیں بھیگ گئیں۔

آئیے دیکھتے ہیں مقدمہ کیا تھا۔

یہ واقعہ ایک شخص کا ہے جو ایک گاؤں میں رہتا تھا، اس کی 90 سال کی بوڑھی ماں تھی جو اس کے لیے اس کی کائنات تھی۔

یہ شخص بھی بوڑھا ہو چکا تھا اور غربت میں دن بسر ہو رہے تھے۔

یہ اپنی ماں کی دن رات دیکھ بھال کرتا اور ماں کو بھی اس بیٹے سے بہت زیادہ محبت تھی اور وہ صبح شام اس کے لیے دعائیں کرتے نہ تھکتی۔

یہ شخص اپنی ماں کی خدمت میں سکون اور آخرت کا اچھا گھر دیکھتا تھا۔

سب کچھ ٹھیک جا رہا تھا کہ دوسرا بیٹا جو شہر میں رہتا تھا وہ اپنی ماں کو لینے آگیا اور اس کا مطالبہ تھا کہ اتنے عرصے تم نے ماں کو رکھا اب میں اپنے پاس رکھوں گا۔

اس شخص کے لیے یہ ایسا تھا کہ جیسے کسی نے جان سے بڑھ کر کچھ مانگ لیا ہو، اسے اپنی دنیا اندھیری ہوتی نظر آ رہی تھی، اس نے بھائی کو بہت سمجھایا کہ میں ماں کے بنا نہیں رہ سکتا پر اس نے نامانی اور ضد پہ اڑا رہا اور یہ معاملہ پنچایت پر حل نہ ہونے پر عدالت تک پہنچ گیا۔

قاضی نے پہلے کوشش کی کہ دونوں کے بیچ صلح ہو جائے پر ایسا نہ ہوا تو قاضی نے ماں کو عدالت میں لانے کو کہا اور جب اسے لایا گیا تو قاضی نے اس سے پوچھا کہ آپ کو کس کے ساتھ رہنا ہے؟

وہ بوڑھی ماں اپنے دامن سے آنکھوں کو خشک کر کے کہنے لگی کہ میرے لیے یہ فیصلہ کرنا دشوار ہے، یہ دونوں بیٹے میری دو آنکھیں ہیں اور کیسے میں ایک بچے کے حق میں دوسرے کے خلاف فیصلہ کر سکتی ہوں، میرے لیے دونوں برابر ہیں۔

قاضی نے اس شخص کی مالی حالت کمزوری اور اس کے بھائی کی حالت اور خوشحالی کے اسباب کو دیکھتے ہوئے چھوٹے بھائی کے حق میں فیصلہ سنا دیا۔

قاضی کے فیلصہ سناتے ہی وہ شخص دردناک چیخوں کے ساتھ رونے لگا اور عدالت اس کی آواز سے گونج اٹھی۔

اس کے بلک بلک کے رونے سے قاضی صاحب اور کمرے میں موجود لوگ بھی آنسوؤں کو روک نہ سکے۔

قاضی صاحب روتے ہوئے کرسی سے اٹھ گئے اور کمرے کے لوگ اس شخص سے گلے لگا کر روئے جب اس شخص نے اپنی ماں کے قدموں کو بوسہ دیتے ہوئے رخصت ہونے کی اجازت چاہی تو چھوٹے بھائی کی بھی چیخیں نکل گئیں۔

یہ واقعہ پڑھ کر غور کریں کہ جن بوڑھی ماؤں کو اولڈ ہاؤس وغیرہ میں چھوڑ دیا جاتا ہے یا انہیں الگ کر دیا جاتا ہے، اگر انہوں نے یہ پڑھ لیا تو ان پر کیا گزرے گی۔

اپنی ماں کو فراموش کر کے بیوی کے ہر جائز ناجائز حکم کی فرمابرداری کرنے والے اسے پڑھیں اور غور کریں کہ اللہ کی عطا کردہ کتنی بڑی نعمت کو وہ فراموش کر رہے ہیں۔

خوش نصیب ہے وہ شخص جس کی ماں زندہ ہے اور اسے خبر ہے کہ یہ کتنی بڑی نعمت میرے پاس موجود ہے۔

عبد مصطفی

ایک ولی کی 3 نشانیاں

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی 792 ہجری) نے ایک ولی کی جو تین علامتیں بیان فرمائی ہیں وہ یہ ہیں:

سہ نشان بود ولی راز نخست دان بہ معنی

کہ چوں روئے او بہ بینی دل تو بدو گراید

حقیقی ولی کی تین نشانیاں ہیں، پہلی یہ ہے کہ تو اس کے چہرے کو دیکھے تو تیرا دل اس کا گرویدہ ہو جائے (یعنی اسے دوبارہ دیکھنے کی آرزو تیرے دل میں انگڑائیاں لینے لگے)

دوم آنکہ در مجالس چو سخن کند بہ معنی

ہمہ راز ہستی خود بہ حدیث می رباید

دوسری علامت یہ ہے کہ جب وہ مجلس میں اسرار و حقائق بیان کرے تو اس کی باتیں سننے والوں کے دل موہ لے اور سنتے رہنے کو جی چاہے۔

سوم آں بود بہ معنی ولی اخص عالم

کہ ز ہیچ عضو او را حرکات بد نیابد

حقیقت میں جہان کے خاص ترین ولی کی تیسری نشانی یہ ہے کہ اس کے اعضاء سے ناشائستہ حرکات سرزد نہ ہو (گویا اس کی خلوت و جلوت میں کسی قسم کا تضاد نہ ہو)

[وہ جس طرح لوگوں کے درمیان باعمل ہو اس سے زیادہ اکیلے میں باعمل ہو]

(مقدمہ کلیات جامی از ہاشم رضا، ص 170)

عبد مصطفی

سلطان ملک شاہ، وزیر نظام الملک اور تعلیمی ادارے

سلجوقی بادشاہوں کے نامور وزیر نظام الملک نے جب سلطنت کے طول و عرض میں تعلیمی اداروں کا جال بچھا دیا اور تعلیم کے لیے اتنی بڑی رقم خرچ کی کہ طلبہ (پڑھنے والے) کتابوں کی فراہمی اور دوسرے خرچوں سے بے نیاز ہو گئے تو سلطان ملک شاہ نے فرمایا کہ وزیر اعظم نے اتنا مال اس میں خرچ کیا ہے کہ اتنی رقم سے جنگ کے لیے پورا لشکر تیار ہو سکتا ہے، آخر اتنا مال جو آپ نے ان پر لگایا ہے تو اس میں آپ کیا دیکھتے ہیں؟

وزیر نظام الملک کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور کہنے لگے:

عالیجاہ! میں تو بوڑھا ہو گیا ہوں اگر نیلام کیا جاؤں تو پانچ دینار سے زیادہ بولی نہ ہو، آپ ایک نوجوان ترک ہیں تاہم مجھے امید نہیں کہ تیس درہم سے زیادہ آپ کی بھی قیمت آئے، اس پر بھی خدا نے بادشاہ بنایا ہے، بات یہ ہے کہ ممالک فتح کرنے کے لیے آپ جو لشکر بھرتی کرنا چاہتے ہیں ان کی تلواریں (Maximum) زیادہ سے زیادہ دو گز کی ہوں گی اور ان کے تیر تین سو قدم سے زیادہ دور نہیں جا سکیں گے لیکن میں ان تعلیمی اداروں میں جو فوج تیار کر رہا ہوں ان کے تیر فرش سے عرش تک جائیں گے۔ (کارآمد تراشے، ص359)

قوموں کے عروج اور زوال کا ایک راز تعلیم میں پوشیدہ ہے تعلیم ہی وہ شے ہے کہ جس کے ذریعے انسان کو شعور عطا کیا جاتا ہے، اس کی فکر وسیع ہوتی ہے، اس کے ذہن میں پوری دنیا بسی ہوتی ہے اگرچہ وہ کسی کونے میں بیٹھا ہو،
ہمیں بہت زیادہ ضرورت ہے کہ ہم تعلیمی نظام پر خاص توجہ دیں صرف رسمی پڑھائی یا سند نہیں بلکہ ذمہ داری کے ساتھ اس کام کو انجام دیں اور جو اس کام میں اپنے شب و روز گزار رہے ہیں ان کی جہاں تک ہو سکے خدمت کریں۔

بچوں کو آزادی دیجیے

محترم والدین! آپ نے کبھی نہ کبھی یہ جملہ ضرور سنا ہوگا "روک ٹوک کی زیادتی بچوں کو باغی بنا دیتی ہے" یہ ایک حقیقت ہے جس عمر میں بچوں کا ذہن آزادی چاہتا ہے اس عمر میں اگر بچوں کی آزادی چھین لی جائے تو ان کی شخصیت پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں اور جب بچے ان منفی اثرات کے سائے میں پروان چڑھتے ہیں تو نتیجتاً احساس کمتری کا شکار ہو جاتے ہیں ان کی خود اعتمادی کو نقصان پہنچتا ہے مشکل حالات سے نمٹنے اور فیصلے کرنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے زندگی کے ہر مرحلے پر انھیں غلطی کا خوف لاحق رہتا ہے اور یہ تمام چیزیں بچوں کا مستقبل تاریک کر دیتی ہے۔

یاد رکھیے! درست تربیت ہی بچے کے روشن مستقبل کی ضمانت ہوتی ہے لہٰذا جس وقت بچے تربیتی مراحل میں ہوں انھیں کچھ چیزوں کی آزادی دیجیے:

(1) تجربات کی آزادی:

اگر آپ کے بچے کوئی نیا اور اچھا کام کرتے ہیں تو انھیں روک کر ان کی صلاحیت کو زنگ آلود مت کیجیے بلکہ اپنے مفید مشوروں اور تجربہ کے تجربات کی روشنی میں ان کی مدد کیجیے۔

(2) خوف سے آزادی:

یاد رکھیے! بے جا خوف بچوں میں بزدلی اور کم ہمتی پیدا کرتا ہے اگر آپ بچوں پر زور زبردستی کریں گے تو ان میں خوف پیدا ہوگا وہ آپ سے باتیں مشورہ کرتے ہوئے گھبرائیں گے یا پھر وہ ضدی ہو جائیں گے کیونکہ ضرورت سے زیادہ ڈاٹ یا مار پیٹ بچے کے ذہن میں خوف پیدا کر دیتی ہے اپنے رویّے میں نرمی پیدا کیجئے بچوں کو اپنی خامیاں تلاش کرنے کا موقع دیجیے امتحانات اور دیگر اہم کاموں میں ناکامی کی صورت میں انھیں ڈانٹنے یا مارنے کی نہیں بلکہ ان کی ہمت بڑھانے اور حوصلہ افزائی کی ضرورت ہوتی ہے۔

(3) گفتگو کی آزادی:

عدم توجہی کی وجہ سے بچے اور آپ کے درمیان (Communication) گیپ آجاتا ہے جس کی وجہ سے بچہ آپ سے ہچکچاہٹ محسوس کرتا ہے آپ بچے کو ایسا ماحول فراہم کریں بچہ آپ کو اپنا خیر خواہ سمجھتے ہوئے ہر موضوع پر کھل کر بات کر سکے۔

(4) مشورے کی آزادی:

اگر آپ بچے میں قوت فیصلہ مضبوط کرنا چاہتے ہیں تو بچے کو مشورہ دینے کی بھی آزادی دیں تاکہ اس کے اندر رائے قائم کرنے کی صلاحیت پیدا ہو۔

(5) کھیل کی آزادی:

اکثر والدین بچے کو چوٹ لگنے کے ڈر سے کھیلنے سے روکتے ہیں جبکہ چوٹ ہی بچے کو احتیاط کرنا سکھاتی ہے بچوں کو ایسا ماحول فراہم کیا جائے کہ انھیں بڑی اور گہری چوٹ نہ لگے ہلکی پھلکی خراش یا ٹھوکر لگ کر گر جانا ان کی جسمانی مضبوطی اور شخصی تعمیر کا ذریعہ ہے۔

محترم والدین!

مندرجہ بالا نکات کو سامنے رکھتے ہوئے بچے کی تربیت میں آزادی کا حصہ بھی شامل کیجیے تاکہ بچے کی شخصیت کی تعمیر ہو اس کا مستقبل تاریک کے بجائے تابناک ہو اور وہ معاشرے میں کامیاب فرد کی حیثیت سے زندگی گزار سکے۔

عبد مصطفیٰ

عمر دا پہلا نمبر

پاکستان کے ایک مقرر نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے "علی دا پہلا نمبر" کہنا اگر غلط ہے تو پھر اعلی حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ پر بھی فتوی لگایا جائے کیونکہ انہوں نے حضرت علی کی 18 اولیات کا ذکر کیا ہے یعنی جن میں علی دا پہلا نمبر ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ پھر اس میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہی کیا تخصیص؟ آپ صرف 18 اولیات کی بات کر رہے ہیں جب کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی 50 کے قریب اولیات کتابوں میں موجود ہے اور پھر اسی طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولیات بھی ہیں لیکن اس کا یہ مطلب کہ ہم عمر دا پہلا نمبر یا عثمان دا پہلا نمبر کے نعرہ لگانا شروع کر دیں۔

ہم سب جانتے ہیں کہ یہ علی دا پہلا نمبر کا نعرہ کس تناظر میں لگایا جاتا ہے پھر اس کی راہ نکالنے کا کیا مطلب سمجھا جائے؟

بات ہے خلافت کی تو پھر یہاں یہی صحیح ہے کہ علی دا پہلا نمبر نہیں بلکہ چوتھا نمبر ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں فتنوں سے محفوظ رکھے۔

عبد مصطفی

پیار کیا پھر صبر کیا اور پھر حضرت علی نے شادی کروا دی

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک باندی تھی اور ایک مؤذن بھی تھا جو رحبہ میں رہتا تھا اور صبح اندھیرے میں اذان دیتا تھا اور یہ باندی نہر سے پانی لینے جایا کرتی تھی اور جب اس مؤذن کے پاس سے گزر ہوتا تو یہ کہتا کہ اے فلانی! اللہ کی قسم میں تم سے محبت کرتا ہوں!

جب یہ اس نے کئی دفع کیا تو باندی نے حضرت علی کو یہ بات بتا دی حضرت علی نے کہا کہ اب کی بار جب وہ تمھیں ایسا کہے تو تم بھی کہنا کہ ہاں میں بھی تم سے محبت کرتی ہوں، اب کیا چاہتے ہو؟ اس باندی نے ایسا ہی کہا تو اس مؤذن نے کہا کہ اب ہم صبر کریں گے کہ اللہ تعالیٰ کوئی فیصلہ نہ فرما دے اور بیشک وہی بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے،

یہ بات باندی نے حضرت علی کو بتائی تو آپ نے اس مؤذن کو بلوایا اور اسے خوش آمدید کر کے اپنے پاس بٹھایا اور پوچھا کہ کیا تمھیں فلانی سے محبت ہے؟

اس نے عرض کیا: ہاں امیر المومنین!

آپ نے پوچھا کہ کیا کسی اور کو بھی علم ہے؟

عرض کیا: اللہ کی قسم اور کسی کو اس کا علم نہیں پھر آپ نے باندی اسے دے کے فرمایا کہ اسے لے جاؤ اور یہ اللہ ہی کے حکم سے ہے اور اللہ بہتر حکم کرتا ہے۔

(ذم الھوی لابن جوزی)

پیار کے ماروں پر ہمارے اکابرین ترس کھاتے آئے ہیں، ان پہ رحم کرنے کا درس ہمیں صحابہ کے عمل سے ملتا ہے اور جب کوئی شرعی وجہ نہ ہو تو پیار کرنے والوں کو ملا دینا ہی اچھا ہے۔

آج کل پہلے تو ضروری ہے کہ خود اس سے بچیں اور اپنی اولاد کو بچائیں لیکن جیسا کہ ظاہر ہے، یہ ایسا عام ہو گیا ہے کہ بچے سے بڑے، ہر ایک کی کوئی نا کوئی کہانی ہے تو اس میں ضروری ہے کہ ان کی مدد کی جائے اور وہ اس طرح کہ انھیں رشتے میں باندھ دیا جائے ورنہ فتنہ سر اٹھائے گا۔

عشق مجازی کی تباہ کاریوں پہ بات کریں، ضروری ہے پر ایک طرفہ ہی بات کرنا اور جو اس میں پڑ چکے ہیں انہیں کوئی راہ نہ دکھانا یہ صحیح نہیں ہوگا ورنہ وہ خود اپنی راہیں بنالیں گے جو شاید مزید تباہ کاریوں کا سبب بن جائے۔

عبد مصطفی

کیا چھت پھاڑ کر معراج کے لیے سفر ہوا؟

بحرالعلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان اعظمی رحمۃ اللہ سے سوال کیا گیا کہ زید کہتا ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی تو آپ امّ ہانی کے گھر میں تشریف فرماتھے اور آپ چھت پھاڑ کر عرش معلیٰ پر گئے دروازے سے نہیں اس لیے زنجیر ہلنے کی کوئی ضرورت نہیں اور یہ زنجیر کے ہلنے والی بات صحیح نہیں اور اللہ تعالیٰ سے 90 باتیں ہوئی جن میں سے 60 آپ نے بیان کی اور 30 چھپالی۔

آپ جواب میں لکھتے ہیں کہ:

حدیث میں جبرئیل امین کے بارے میں تو یہ ہے کہ جب وہ معراج کے لئے آئے تو دروازے سے نہیں بلکہ چھت کو پھاڑ کر آئے لیکن حضور اسی پھٹی ہوئی چھت سے عرش پر گئے یہ بات روایت میں نہیں بلکہ زید کی اٹکل پچو ہے۔

ملّا علی قاری نے مرقاۃ میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لمعات میں لکھا ہے کہ روایتوں میں اس موقع پر کئی الفاظ آئے ہیں کسی میں ہے کہ میں حطیم میں سورہا تھا اور بعض میں ہے کہ بیت اللہ کے پاس تھا اور بعض میں ہے کہ میرے گھر کی چھت کھلی اور میں مکہ میں تھا اور بعض میں ہے کہ شعب ابی طالب سے معراج ہوئی اور بعض میں ہے امّ ہانی کے گھر سے، ان سب روایتوں میں تطبیق یہ ہے کہ یہ سب جگہیں قریب ہی ہیں، آپ امّ ہانی کے گھر تھے گھر کی چھت کھلی اور اس سے فرشتہ اترا پھر وہ مجھے بیت اللہ شریف میں لے آیا۔

دیکھیے یہاں صاف تحریر ہے کہ گھر میں سے کعبہ شریف کے پاس لائے تو گھر کی چھت پھاڑ کے آنے کی کیا ضرورت تھی زید کسی روایت میں یہ نہیں دکھا سکتا کہ حضور چھت پھاڑ کر عرش معلیٰ کے لیے گئے۔ آج لوگ دین و مذہب سے دور ہو گئے ہیں، بے پڑھے لکھے لوگ دینی معاملات میں دخل دینے لگے ہیں خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

(فتاویٰ بحرالعلوم، ج5، ص182181)

امام ابو حنیفہ کون ہیں؟ ہم حنفی ہیں

یہ بات ہم افسوس کے ساتھ ہی کہہ سکتے ہیں کہ کئی ہمارے سنی بھائی بہنوں کو پتا ہی نہیں کہ امام ابو حنیفہ کن کا نام ہے اور ان سے ہماری کیا نسبت ہے!

کئی لوگ جب ان سے پوچھا جائے کہ آپ حنفی ہیں؟

جواب یہ دیتے ہیں کہ پتا نہیں کیونکہ انھیں معلوم ہی نہیں کہ وہ حنفی ہیں حالانکہ دیکھنے پہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ حنفی فقہ پر ہی عمل کرتے ہیں۔

عبد مصطفی آفیشل کی طرف سے سنیوں میں رشتے کے لیے جو ای نکاح سروس شروع کی گئی ہے تو اس میں پروفائل بناتے وقت اس کا بھی سوال کیا جاتا ہے کہ وہ کس فقہ کے ماننے والے ہیں تو کئی لوگوں کا اس پے الٹا سوال آتا ہے کہ یہ فقہ کیا ہے اور یہ حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی کیا ہوتا ہے؟ اس طرح کی لاعلمی جب ہمارے درمیان موجود ہے تو پھر افسوس کا ہی مقام ہے۔

ہمیں ہر طرح سے اپنی تاریخ، اپنے اکابرین اور اپنے دین سے متعلق ہر بات کو عام کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ جب یہ عام کیا جائے گا تو تبدیلی خود بخود نظر آئے گی۔

عبد مصطفی

ایک عاشق کو بچا کے انسانیت کو بچا لیا

مکہ میں ایک تاجر تھا جو غلاموں اور لونڈیوں کی تجارت کرتا تھا (جیسا کہ پہلے رواج تھا غلام بیچنے خریدنے کا) اس کے پاس ایک خوبصورت لڑکی تھی جس کے حسن کی بڑی تعریف ہوتی تھی، یہ تاجر اس کو حج کے موسم میں سامنے لاتا تھا اور لوگ اسے دیکھ کر اس کے لیے بڑی قیمت دینے کو تیار ہو جاتے مگر یہ اس کو فروخت نہیں کرتا تھا اور بہت زیادہ قیمت مانگتا تھا اسی درمیان ایک جوان لڑکا جو عبادت گزار تھا اس نے بھی اس لڑکی کی نمائش ہوتے ہوئے ایک بار دیکھ لیا اور وہ اس کے دل میں اتر گئی۔

اب یہ اسے دیکھنے آیا کرتا اور دیکھ کر لوٹ جاتا،

پھر اس لڑکی کو پردہ کروا دیا گیا تو یہ بہت غمگین اور سخت بیمار ہو گیا اور اس کا جسم پگھلنے لگا چنانچہ یہ لوگوں سے الگ تھلگ رہنے لگا اور اس کی یہ مصیبت حج کے موسم تک چلتی یعنی سال بھر اس حال میں رہتا پھر اسے نمائش والے دنوں میں دیکھ کہ تھوڑا سکون پاتا۔

یہ جوان اسی طرح کافی دبلا پتلا ہو گیا اور پگھلتا رہا تو اس سے حضرت موسیٰ مکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے وجہ پوچھی تو اس نے پہلے منع کیا پھر بتا دیا تو آپ نے اس پے ترس کھایا کہ یہ بیچارا کتنی بڑی مصیبت میں پھنس کر کس حالت کو پہنچ گیا ہے تو میں اس لڑکی کے مالک کے پاس گیا اور اس سے بات چیت کرتا رہا یہاں تک کہ اس نوجوان کی تکلیف کا اظہار کر دیا اور اب جو اس کی حالت تھی وہ بھی بتائی اور وہ اس وقت موت کی حالت کو پہنچ چکا تھا۔

اس تاجر نے کہا کہ میرے ساتھ چلیں تاکہ میں اسے دیکھ سکوں پھر ہم دونوں اس کے پاس آئے، جب تاجر نے اس کی حالت دیکھی تو رہا نہ گیا اور پھر حکم دیا کہ لڑکی کو سنگھار کے ساتھ تیار کیا جائے پھر وہ اسے بازار میں لے گیا اور کہا اے لوگوں! گواہ ہو جاؤ میں نے یہ لونڈی اس نوجوان کو ہدیہ میں دیا اس کے عوض جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، پھر اس نوجوان سے کہا کہ اسے میری طرف سے ہدیہ قبول کرو اور ساتھ میں اس نے جو زیور وغیرہ پہنے ہیں وہ سب بھی۔

لوگوں نے کہا کہ تمہیں اتنا زیادہ مال پیش کیا جا رہا تھا اس لڑکی کے لیے اور تم نے اسے ایسے ہی ہدیہ کر دی!

اس تاجر نے کہا کہ اس نوجوان (جس کی موت کا اندیشہ تھا) کو یہ لڑکی دے کر میں نے (اس کی جان) بچا کے تمام روئے زمین کے لوگوں کو زندگی دی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

و من احیاھا فکانما احیاالناس جمیعا (المائدۃ:32)
جس نے کسی ایک نفس کی زندگی بچائی اس نے تمام انسانوں کی زندگی بچائی۔

(ذم الھوی لابن جوزی رحمہ اللہ تعالی، ملخصا)

آپ چاہے جس طرح ان معاملات کو دیکھتے ہوں پر یہ بات سچ ہے کہ جب کوئی دل کے ہاتھوں مجبور ہوتا ہے تو پھر سمجھنے سمجھانے والی باتیں بہت کم رہ جاتی ہیں،
ایسے میں ہمارے اکابرین نے ایسے غم کے ماروں پہ ترس کھا کر انھیں زندگی دینے کی کوشش کی ہے لہٰذا آج بھی ضرورت ہے کہ ایسے معاملات میں حالات کے ماروں پر رحم کرے تاکہ کسی کی جان پر نہ بن آئے۔

عبد مصطفیٰ

ہولی

آپ اس نام سے بہت اچھے سے واقف ہوں گے۔ یہ ایک غیر اسلامی تہوار ہے جس میں رنگ، گلال، مٹی اور پانی سے کھیل کھیلا جاتا ہے، جسے ہولی کہتے ہیں۔ یونٹی (unity) کے وائرس میں گھرے کچھ مسلمان اسی کیچڑ، پانی، رنگ اور گلال کا کھیل بڑے شوق سے کھیلتے ہیں اور جہالت کی ساری حدیں پار کرکے اتنا تک کہتے ہیں کہ جب کوئی غیر شخص عید منا سکتا ہے کیا ہم ہولی نہیں منا سکتے۔

ہندوستان کے شہر دیوا شریف میں حاجی سید وارث علی رحمہ اللہ علیہ کے مزار کے سامنے بھی یہ ڈرامہ بڑی دھوم سے کیا جاتا ہے۔ لوگ بھی بہت دور دور سے اس ہولی کو منانے کے لیے سفر کرکے آتے ہیں۔ شاید ان کو لگتا ہے کہ اللہ کے ولی کے آستانے میں ہولی کھیلی جارہی ہے تو جائز ہی ہوگی۔ تو ہم آپ کو بتادیں کہ ناجائز کام اگرچہ کسی ولی کے آستانے پر ہو، وہ ناجائز ہی ہوتا ہے۔

ہولی کھیلنا حرام، حرام، حرام ہے۔

(فتاوی شارح بخاری، فتاوی بریلی شریف، فتاوی تاج الشریعہ و دیگر کتب فتاوی)

ہر سال ہولی آنے کے کچھ دن پہلے ہی مبارک باد کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے اور اب تو یہ سب عام ہوگیا ہے اور کیوں نہ ہو کہ یونٹی کے نام پر سب چلتا ہے۔ کوئی دینی انسان اگر ایسے لوگوں کی اصلاح کرے اور ان کو بتائے کہ ہولی منانا شریعت اسلامیہ کے حدود کے باہر ہے تو بتانے والے کے لیے ہی مصیبت ہوجاتی ہے۔ ہم آپ کو بتا دیں کہ: کسی بھی غیر اسلامی تہوار کو اچھا سمجھنا اور ان کی تعظیم میں مبارک باد دینا اشد حرام و کفر ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج14)

یونٹی کی بیماری میں بیمار مسلمانوں سے ہم کہنا چاہتے ہیں کہ سانسوں کے چلتے ہوش میں آجائیں اور ان سب کاموں سے توبہ کرا اپنے ایمان کو سلامت رکھیں۔ شریعت کے حکم کو پیٹھ پر نہ رکھیں بلکہ اپنے سروں پر رکھیں۔ بیشک ہمارا دین چمکتا ہوا روشن ہے۔ ہر مسلمان کے لیے شریعت اسلامیہ میں جائز و ناجائز کی لکیر ہے جس کا ہمیں خیال رکھنا چاہیے۔ اللہ پاک مسلمانوں کے ایمان کو سلامت رکھے و غیروں کے فعل سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔

ملک کے لیے لڑنے والے مسلمان شہید؟

ایک سوال کیا گیا کہ زید انڈین آرمی میں کمانڈر ہے اور اس کے دستے میں سب خوش عقیدہ مسلمان ہیں تو اگر وہ پاکستان سے جنگ کرتے ہوئے مارے جائیں تو ان پر شہید کا حکم نافذ ہوگا یا نہیں ؟

اس کے جواب میں تاج الفقہا، علامہ مفتی اختر حسین قادری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ شریعت میں شہید وہ ہے جو اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے جنگ کرے اور اس راہ میں مار ڈالا جائے چنانچہ علامہ بیضاوی لکھتے ہیں:

الشھداء الذین ادرء بھم الحرص الطاعة والحد فی اظھار الحق حتی بذلوا مھجھم فی اعلاء کلمة اللہ

اور علامہ شیخ زادہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

الشھید من قام بشھادة الحق و العمل بہ الی ان قتل فی سبیل اللہ

(تفسیر بیضاوی، ج2، ص148)

اس وضاحت سے معلوم ہوا کہ جو مسلمان پاکستان وغیرہ ممالک سے جنگ کرتے ہوئے مارے جائیں وہ شرعاً شہید نہیں ہیں کہ وہ لوگ اسلام کی سربلندی کے لیے نہیں لڑتے۔

(فتاوی علیمیہ، ج1، ص320)

عبد مصطفی

سلطان صلاح الدین ایوبی اور گستاخ رسول

اسلامی تاریخ کے عظیم ہیرو سلطان صلاح الدین ایوبی نے کبھی کسی جنگی قیدی کو سزا نہیں دی آپ ایسے شفیق اور رحیم تھے کہ دشمنوں کے لیے بھی دل میں نرمی تھی۔

آپ نے یورپ کے ایک شہزادے کو اپنی تلوار سے کاٹا تھا کیونکہ اس نے نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر اکھاڑنے اور مدینے کی اینٹ سے اینٹ بجانے کی بات کی تھی۔

غازی صلاح الدین ایوبی نے کہا تھا کہ اگر میں اسے اپنی تلوار سے موت کے گھاٹ نہ اتارتا تو پھر میں اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو روز محشر کیا منہ دکھاؤں گا؟

(ہفت روزہ ایشیا، لاہور، جنوری 2011 بہ حوالہ کارآمد تراشے)

عبد مصطفی

فلسطینی مسلمانوں کے لیے ہم کیا کریں؟

پہلے ذرا غور کریں کہ ہم کر کیا سکتے ہیں؟ ہم کتنے اہل ہیں؟

ہمارے حالات ڈھکے چھپے ہوئے نہیں ہیں، خود کے لیے کرنے کو بہت کچھ باقی پڑا ہے کہ جنھیں کیے بنا بڑی بڑی باتیں کرنا خوش فہمی کے سوا کچھ نہیں۔

ہمارے نوجوانوں کو دیکھیے نوکری کے لیے پریشان ہیں، اپنی آدھی عمر ڈگریز (Degrees) جمع کرنے میں لگا دی پر نوکری نہیں مل رہی،

غریب ہیں پر ایک موٹی رقم لیے گھوم رہے ہیں کہ کہیں کوئی نوکری مل جائے۔

پھر اس نوکری کا کیا کریں گے؟

اپنے گھر کے حالات سدھاریں گے اور ہم بات کر رہے تھے قوم کے حالات سدھارنے کی بلکہ فلسطینی مسلمانوں کی!

یہ تو بس ایک بات ہوئی، ایسی باتیں شمار سے باہر لگتی ہیں اور کاش یہ بس دو چار کا حال ہوتا، کاش ہماری باتیں جھوٹی ہوتیں۔

کسی کے لیے اس کی اپنی اور اپنی بہنوں کی شادی کرنا ہی پہلا اور آخری مقصد ہے، اس سے فلسطینی مسلمانوں کے لیے کس بات کی امید رکھ سکتے ہیں؟

یہ سب مسائل ہمارے ہیں ہم انھیں نظر انداز کر کے آخر کیسے کسی کے لیے کچھ کر سکتے ہیں؟

مختصراً یہ کہ پہلے کیا کرنا ہے وہ دیکھیں، ترجیحات کیا ہیں؟

ترتیب کیا ہونی چاہیے؟

اور ہم کس حد تک اپنا حصہ شامل کر سکتے ہیں؟

تمام باتوں پر اچھے سے غور کریں پھر کام شروع کریں، تسلسل کے ساتھ چلتے رہیں یقین جانیے بس باتیں کرنے سے بہتر ہوگا۔

جھوٹے طبیب متوجہ ہوں!!!

حدیث پاک:

جو تکلفاً علاج کرے اور اسے علم طب نہ آتا ہو تو وہ ضامن ہے۔

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اس فرمان کی وضاحت یہ ہے کہ جس نے طب کے اصول و ضوابط نہ پڑھے ہوں اور وہ لوگوں کے سامنے خود کو طبیب ظاہر کر کے علاج کرے اور اس کے علاج سے کوئی مر جائے یا مریض کو کسی قسم کا نقصان پہنچے تو وہ جعلی طبیب دیت کا ضامن ہے۔

خواہ انسان ہو یا جانور علاج ہر جاندار کی ضرورت ہے چونکہ انسان مخلوقات میں افضل ہے اسی لیے اس کی عزت اور تکریم کی اہمیت بھی اتنی ہی زیادہ بیان کی گئی ہے اور انسانی جان کی صحت اور اس کی حفاظت کے لیے ضروری اقدام کرنے کو زیادہ اہم قرار دیا ہے۔ انسانی صحت کے حفاظت کے لیے علاج کی سہولت ہونے کے ساتھ معالج کا ماہر ہونا بھی نہایت ضروری ہے۔

"مال و دولت کی لالچ" بھی ایسا کرنے پر ابھارتی ہے بالخصوص وہ پس ماندہ یا ترقی پذیر علاقے جہاں اسپتال کی سہولت موجود نہیں یا بہت دور دور ہے تو ایسی صورت میں اس طرح کے مقامات سونے کی چڑیا ثابت ہوتے ہیں، ایسے لوگ ان مقامات پر اپنی ناتجربہ کاری کی وجہ سے کئی جانوں کے ضیاع کا سبب بنتے ہیں۔

(ابن ماجہ، 4حدیث، 3466)

بعض افراد کو ہر کام میں کودنے اور مفت کے مشورے دینے کا شوق ہوتا ہے ایسے لوگ اپنی عادت سے مجبور ہو کر ہر بیماری کا علاج بتاتے پھرتے ہیں اور اس طریقۂ علاج کو اپنانے پر اصرار بھی کرتے ہیں کبھی کبھی تو ایسے ٹوٹکے بھی بتاتے ہیں جو مرض بھگانے کے بجائے اس کی شدت بڑھا دیتا ہے اور ان کے مشورے کے غلط ہونے کا اندازہ وقت گزرنے کے بعد ہوتا ہے ایسے مشیر تدبیر کے تجویز کردہ علاج سے وہی نجات پا سکتا ہے جس کی عقل حاضر اور زندہ ہو۔

(اسعاف الحاجۃ، 579، تحت الحدیث، 3466)

بعض لوگ مریض سے بغض و کینہ کی وجہ سے اسے غلط دوائیاں بتا دیتے ہیں اور دوائی کے الٹے اثرات دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔

بعض لوگوں کو انسانوں پر تجربے کرنے کا شوق ہوتا ہے اسی شوق کو وہ یوں پورا کرتے ہیں کہ طرح طرح کی دوائیوں کے فوائد و نقصانات جاننے کے لیے عام سیدھے سادے اور بھولے بھالے لوگوں پر تجربہ کرتے ہیں عموماً میڈیکل سٹور والوں سے لوگ بیماری بتا کر دوا طلب کرتے ہیں وہ بھی تجربے کے شوق میں ڈاکٹر کی ہدایت کے بغیر دوا دے دیتے ہیں جس کے نتائج تکلیف میں اضافے اور جان جانے جیسی بھیانک صورت میں نکلتے ہیں۔

جھوٹے طبیب دراصل بے رحمی انتقامی مزاج اور اس طرح کی کئی وجوہات کے پیداوار ہوتے ہیں لہٰذا ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اسلام ہمیں رحم دلی کا حکم دیتا ہے۔

چنانچہ حدیث قدسی میں ہے: اگر تم میری رحمت چاہتے ہو تو میری مخلوق پر رحم کرو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ پاک اپنے رحم کرنے والے بندوں پر ہی رحم فرماتا ہے۔ اسلام ہمیں بے حسی و بے رحمی سے بچاتا ہے جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ پاک اس پر رحم نہیں فرماتا۔

(مسلم، ص975، حدیث 2318)

مریضوں پر رحم کا تقاضا یہ ہے کہ ہم کسی بھی طرح غلط علاج بتانے کے بجائے ماہر ڈاکٹر سے رجوع کرنے کا مشورہ دیں، اس سلسلے میں مریض پر آنے والی مالی دشواریوں کو بھی حسب توفیق دور کرنے کی کوشش کرے اور یہ سب کرتے ہوئے ایسے الفاظ استعمال کرنے سے بچے جو مریض کو گھائل کر دیں بلکہ وہ لہجہ اختیار کریں جو اسے علاج کا قائل اور ڈاکٹر کی جانب مائل کر سکے ہمارا یہ رویہ جھوٹے طبیبوں میں کمی کا سبب بنے گا۔ انشاء اللہ (ماخوذ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ، دعوتِ اسلامی)

دلبر راہی اصدقی

نقش نعلین پہ نام

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نعیلن کی مثل ایک نقشہ بنایا جاتا ہے جس پر نام بھی لکھا جاتا ہے اور عربی اشعار حتیٰ کہ قرآنی آیت بھی لکھی جاتی ہیں۔

اس پر کچھ لوگوں کا اعتراض ہوتا ہے کہ یہ درست نہیں بلکہ بے ادبی ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

فیض ملت، حضرت علامہ فیض احمد اویسی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ:

(نقش نعلین پر آیت لکھنا) جائز ہے، امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ بسم اللہ شریف اس پر لکھنے میں کچھ حرج نہیں اگر یہ خیال کیجیے کہ نعلِ مقدس قطعًا تاج فرق اہلِ ایمان ہے مگر اللہ عزوجل کا نام و کلام ہر شے سے اجل و اعظم و ارفع و اعلی ہے یوں ہی نقشۂ نعل اقدس میں بھی احتراز چاہیے تو یہ قیاس مع الفارق ہے، اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی جاتی کہ نام الٰہی یا بسم اللہ شریف حضور کی نعل پر لکھی جائے تو پسند نہ فرماتے مگر اس قدر ضروری ہے کہ نعل بحالت استعمال و تمثال محفوظ عن الابتذال میں تفاوت بدیہی ہے اور اعمال کا مدار نیت پر ہے۔

امیر المومنین فاروق اعظم نے جانورانِ صدقہ کی رانوں پر اللہ کا نام داغ فرمایا تھا حالانکہ ان کی رانیں بہت محل بے احتیاطی ہیں بلکہ سنن دارمی ہے:

سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما کے پاس بیٹھا اور (تحصیل علم کے لیے فکری علمی باتیں) رجسٹر پر لکھتا، جب وہ ختم ہو جاتا تو پھر میں اپنے دونوں جوتی کے تلووں پر لکھتا۔

(فتاوی اویسیہ، ج 1، ص 104، 105)

عبد مصطفی

رحم کی اپیل

علم کے بغیر وعظ کرنا حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ علم والے کم ہوں گے اور خطیب زیادہ ہوں گے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث 3041)

آج ان پڑھ لوگ علما کی مخالفت کر رہے ہیں اور محض کسی سنتِ زائدہ کے ترک پر علما کو بے عمل کہنے لگے ہیں۔ حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین آدمیوں کی بے حرمتی صرف منافق ہی کرتا ہے۔ بوڑھا مسلمان، عالم دین اور عادل حکمران۔

(مجمع الزوائد، ج1، ص127)

یہ لوگ عوام میں تشدد پھیلا رہے ہیں اور ہر کسی کو اپنے ہی مشائخ اور اساتذہ کا پابند دیکھنا چاہتے ہیں۔ اگر نیم حکیم اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں تو مریض خود بخود شفا پا جائے گا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان جاہل مبلغین کو مساجد سے نکال دیا کرتے تھے۔ حضرت سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ جب بصری میں تشریف لائے تو آپ نے بصری کے تمام خطیبوں کا امتحان لیا اور نتیجے میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے سوا تمام مبلغین کو تبلیغ سے روک دیا اور ان کے منبر توڑ کر پھینک دینے کا حکم دیا۔

(تذکرۃ الاولیا صفحہ 13)

لہٰذا اس نازک کام کو ہاتھ ڈالنے سے پہلے اپنے گریبان میں جھانک لینا ضروری ہے۔

عبد مصطفی

اردو زبان میں ہماری دوسری کتابیں اور رسالے:

بہار تحریر (اب تک 14 حصوں میں)

اللہ تعالی کو اوپر والا یا اللہ میاں کہنا کیسا؟

اذان بلال اور سورج کا نکلنا

عشق مجازی - منتخب مضامین کا مجموعہ

گانا بجانا بند کرو، تم مسلمان ہو

شب معراج غوث پاک

شب معراج نعلین عرش پر

حضرت اویس قرنی کا ایک واقعہ

ڈاکٹر طاہر اور وقار ملت

مقرر کیسا ہو؟

غیر صحابہ میں ترضی

اختلاف اختلاف اختلاف

رمضان اور قضائے عمری نماز

چند واقعات کربلا کا تحقیقی جائزہ

بنت حوا

سیکس نالج

حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعے پر تحقیق

کلام عبید رضا

عورت کا جنازہ

ایک عاشق کی کہانی علامہ ابن جوزی کی زبانی

ABOUT US

Abde Mustafa Official is a team from **Ahle Sunnat Wa Jama'at** working since 2014 on the Aim to propagate **Quraan and Sunnah** through electronic and print media.

We are :

blogging, publishing books and pamphlets in multiple languages on various topics, running a special matrimonial service for Sunni Muslims.

Visit our official website :

www.abdemustafa.in

about thousands of articles & 200+ pamphlets and books are available in multiple languages.

E Nikah Matrimony

if you are searching a Sunni life partner then **E Nikah** is a right platform for you.

Visit **www.enikah.in**

Or join our Telegram Channel

t.me/enikah (search "E Nikah Service" in Telegram)

Follow us on Social Media Networks :

/abdemustafaofficial

For more details WhatsApp **+91 91025 20764**

OUR BRANDS :

SABIYA VIRTUAL PUBLICATION | enikah E NIKAH MATRIMONY SERVICE | BOOKS ROMAN BOOKS | NIKAH AGAIN SERVICE